Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؛ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ :۔ الفضل لاہور ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ الفضل لاہور

شرح چندہ: سالانہ ۲۴ روپے، ششماہی ۱۳ روپے، سہ ماہی ۷ روپے، ماہوار ۲½ روپے

یوم:۔ سہ شنبہ

فی پرچہ ۱ آنہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ

جلد ۴۱/۷ | ۱۳ صلح ۱۳۳۲ھش | ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

"وہ زمانہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا۔ کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی۔ اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقع میں سچی اور ایسی تھی۔ کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔ اور ان تمام امور کی جامع تھی۔ کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الا اللہ کا نقش جما دیا۔ اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے۔ یعنی تعلیم اصول نجات کی اس کو ایسا کمال تک پہنچایا۔ جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۸ر جنوری (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاؤں میں درد بڑھ رہا ہے۔ اور کمر میں بھی کل سے درد ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

مسٹر قربان علی خاں کا نیا عہدہ

کراچی ۱۲ر جنوری۔ گورنر جنرل نے میاں امین الدین کی جگہ مسٹر قربان علی خاں کو بلوچستان میں گورنر جنرل کا قائم مقام ایجنٹ اور چیف کمشنر مقرر کیا ہے۔ میاں امین الدین سندھ میں قائم مقام گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

کانفیڈریشن طرز کی حکومت پاکستان کی سالمیت کے لئے زبردست خطرہ ہے

لاہور کے ہوائی اڈے پر وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین کا اخبار نویسوں سے خطاب

لاہور ۱۲ر جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان الحاج خواجہ ناظم الدین نے کہا ہے کہ کانفیڈریشن قسم کی حکومت سے ملک کی بنیادیں ہی کھوکھلی ہو جائیں گی۔ خواجہ ناظم الدین آج کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچے۔ ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں نے آپ سے پوچھا۔ کہ ۱۹۴۰ء میں لاہور کے مقام پر جو قرارداد منظور ہوئی تھی۔ کیا اس میں پاکستان کو کنفیڈریشن بنانا منظور کیا گیا تھا؟ خواجہ ناظم الدین نے جواب میں کہا۔ کہ ۱۹۴۶ء میں اسمبلیوں کے مسلم لیگی ممبران کی کنونشن میں جو دہلی میں منعقد ہوئی تھی۔ خود قائد اعظم نے اس تجویز کو مسترد کر دیا تھا۔ خواجہ صاحب حضرات کو پنجاب مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جو دستوری سفارشات پر غور کرنے کے لئے طلب کیا گیا ہے ایک تقریر کریں گے۔ آپ نے کہا۔ کہ مجھے امید ہے۔ کہ مسلم لیگ کے کونسلروں سے میری بات چیت ہوگی۔ اس سے ملک کے مختلف حصوں میں اور زیادہ مفاہمت پیدا کرنے میں مدد ملے گی۔ میرے پنجاب آنے کا مقصد بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات کے بارے میں لیگ کے ممبروں کو ہم رائے بنانا ہے۔ کیونکہ اسی طرح ٹھوس اور مفید نتیجے برآمد ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اہل پنجاب سے دستوری سفارشات کی حمایت اور تعاون کی اپیل بھی کی۔ آپ نے یہ اعلان بھی کیا۔ کہ حکومت نے تعلیم کی علیحدہ وزارت بنانے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

کراچی سے روانہ ہونے سے قبل ہوائی اڈہ پر آپ نے اخبار نویسوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے۔ کہ سلامتی کونسل مسئلہ کشمیر کے بارے میں کوئی ٹھوس کارروائی کرے۔ اور بے سود بحث و تمحیص میں وقت ضائع نہ کرے۔ آپ نے کہا۔ کہ پاکستان اس مسئلہ کو پر امن طور پر چکانے میں ہر ممکن طریقہ اختیار کرتا رہا ہے۔

کراچی میں حالات پوری طرح معمول پر آ گئے ہیں

کراچی ۱۲ر جنوری۔ کراچی میں اب حالات پوری طرح معمول پر آ گئے ہیں۔ لیکن فوج اور پولیس احتیاطی طور پر شہر میں گشت کر رہی ہے۔ کرفیو کے اوقات میں بھی مزید کمی کر دی گئی ہے۔ آج رات کرفیو رات کے دس بجے سے صبح کے چھ بجے تک رہے گا۔ کل رات جو کرفیو پاس جاری کئے گئے تھے۔ وہ آج رات بھی کام آ سکیں گے۔ کراچی کے چیف کمشنر مسٹر اے۔ ٹی نقوی نے بتایا ہے۔ کہ گذشتہ ہفتہ کے ہنگاموں میں جو اسلحہ لوٹا گیا تھا۔ اس کا چالیس فی صدی سے زیادہ حصہ برآمد کر لیا گیا ہے۔ اسلحہ کے دوکانداروں کے بیان کے مطابق ساڑھے تین سو سے زیادہ بندوقیں لوٹی گئی تھیں۔ اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا۔ کہ کل رات بہتر آدمیوں کو کرفیو توڑنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ نیز ان دنوں میں ایک سو پینسٹھ اشخاص قابل دست اندازی پولیس جرائم کے تحت تین سو چھپن آدمیوں کو امن و امان میں خلل ڈالنے کے باعث اور دو سو بچاسی آدمیوں کو کرفیو توڑنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ نیز دو سو سات غنڈوں کو بھی گرفتار کیا جا چکا ہے۔ گڑبڑ کی وجہ بتاتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ طلباء نے بدقسمتی سے جلوس نکالا۔ حالانکہ انہوں نے حکام کو یقین دلایا تھا۔ کہ وہ جلوس نہیں نکالیں گے۔ آپ نے کہا۔ کہ طالب علموں کو ان کی خواہش کے مطابق آرام باغ اور جہانگیر پارک میں جلسہ کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ آپ نے پھر اس امر کا اعادہ کیا۔ کہ گڑبڑ کی ذمہ داریاں یا تو کمیونسٹوں پر عاید ہوتی ہیں۔ یا کمیونسٹوں جیسے خیالات رکھنے والوں پر۔

امریکہ کے وزیر خارجہ پاکستان کا دورہ کریں گے

واشنگٹن ۱۲ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ کے ہونے والے وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈلز موسم بہار میں پاکستان، ہندوستان اور ایشیا کے دوسرے حصوں کا دورہ کریں گے۔ اس دورہ کا مقصد یہ ہوگا۔ کہ یہ دیکھا جائے۔ کہ امریکی حکومت نے کمیونزم کا مقابلہ کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے۔ اس میں یہ ملک کس حد تک مدد دے سکتے ہیں۔

وزیر اعظم اٹلی یونان سے روانہ ہو گئے

ایتھنز ۱۲ر جنوری۔ اٹلی کے وزیر اعظم یونان میں چار روزہ قیام کے بعد آج ایتھنز سے روم روانہ ہو گئے۔

مشرقی بنگال اسمبلی کا بجٹ سیشن

ڈھاکہ ۱۲ر جنوری۔ مشرقی بنگال اسمبلی کا بجٹ سیشن اگلے مہینے کے تیسرے ہفتہ میں شروع ہو رہا ہے۔

اعلائے کلمۃ الحق کے لئے دو مجاہدین کی بیرونی ممالک کو روانگی

لاہور ۱۲ر جنوری۔ آج صبح پاکستان میل کے ذریعہ مکرم مرزا محمد ادریس صاحب اور مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر علی الترتیب بورنیو اور سنگاپور جانے کے لئے کراچی روانہ ہو گئے۔ ہر دو مجاہدین کل چار بجے شام ربوہ سے لاہور پہنچے تھے۔ ان کو الوداع کہنے کے لئے لاہور ریلوے سٹیشن پر جماعت احمدیہ لاہور کے کثیر احباب جمع تھے۔ جن میں خصوصیت سے مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین، مکرم مولوی امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا، مکرم مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم لاہور اور مکرم ڈاکٹر احمد علی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ حلقہ دہلی دروازہ لاہور قابل ذکر ہیں۔ مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر نے دعا کرائی۔ اور یہ مجاہدین نعرہ ہائے تکبیر اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد اور حضرت امیر المومنین زندہ باد کے درمیان اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ احباب ہر دو مجاہدین کے بخیریت منزل مقصود پر پہنچنے اور میدان تبلیغ میں ان کے کامیاب و بامراد ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپوا کر ۳۔ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

کوئی احمدی تحریکِ جدید سے باہر نہ رہے

شریف الطبع اور نیک غیر احمدیوں سے بھی وعدے لئے جائیں

"اے عزیزو! تم احمدیوں میں سے کوئی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئیے جو اس تحریک (تحریکِ جدید) میں شامل نہ ہو۔ اور کوئی ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ جو وعدہ کر کے اس میں کمزوری دکھائے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ کوئی شریف الطبع اور نیک غیر احمدی بھی اس سے باہر نہ رہے۔ خواہ ابھی اسے احمدیہ جماعت میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی ہو۔"

(سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

سیکرٹریان تحریکِ جدید اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں

"میں ان کارکنوں کو بھی جنہوں نے تحریکِ جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کو اللہ تعالےٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقعہ دیا ہے۔ وہ بھی بیدار ہوں۔ اور اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں۔ انہیں خدا تعالےٰ نے دوہرے بلکہ تہرے ثواب کا موقعہ عطا کیا ہوا ہے۔" (سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ)

گمنام خطوط کے متعلق ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

"ایک شخص نے شکایت کا خط لکھا ہے لیکن نام نہیں لکھا۔ اسی طرح لائل پور سے گمنام خط آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وہاں منافقت کا کوئی اڈہ ہے۔ اگر شرافت ہے اور واقعہ میں کوئی اخلاص ہے تو دلیری سے آگے کیوں نہیں آتے کیا وہ لوگ جن کی شکایت ہے شکایت کنندہ کے نزدیک خدا تعالےٰ سے بڑے ہیں۔" (پرائیویٹ سیکرٹری)

زکوٰۃ امام وقت کے پاس ادا کرنی ضروری ہے

قرآن کریم اور احادیث کی رو سے ضروری ہے کہ جب امام وقت موجود ہو تو اسی کے پاس زکوٰۃ ادا کی جائے جو اسے اغنیاء سے لے کر محتاجوں اور اشاعت اسلام پر صرف کرے گا۔ بعض احباب ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے طور پر زکوٰۃ ادا کر دی ہے۔ حالانکہ وہ شرعاً ایسا نہیں کر سکتے پس احمدی احباب کی کل زکوٰۃ ربوہ آنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی صاحب اپنی زکوٰۃ میں سے کچھ حصہ اپنے رشتہ داروں کو دینا چاہیں تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے بذریعہ ناظر بیت المال ربوہ اجازت لے کر دے سکتے ہیں۔ مگر اپنے طور پر بغیر اجازت امام تقسیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ پر زکوٰۃ دینے والے کا تصرف نہیں ہوتا۔ بلکہ امام وقت کا حق ہے کہ وہ حسب ضرورت اس میں زکوٰۃ تقسیم کرے۔

نظارت بیت المال ربوہ

(بقیہ لیڈر صفحہ ۲)

ہٹا رہے گا۔ اور مغرب و مشرق میں پھر امن تعاون ایک خواب سے زیادہ حیثیت اختیار نہیں کر سکتا۔

طَآئِرُکُمْ مَعَکُمْ

مومن کی یہ بھی شان ہے کہ وہ بروں کے لئے منحوس ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دراصل نحوست تو بروں کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے۔ اور مومن کا سایہ پڑتا ہے تو اندر سے باہر آ جاتی ہے۔ اور جب اپنی نحوست کا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے۔ تو نیکوں کو کوستے ہیں۔ کہ تم ہمارے لئے نحوست ہو۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ یاسین میں اس کو ذرا واضح طور سے بیان فرمایا ہے۔

قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم۔ قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم۔

ترجمہ۔ (کفار نے کہا ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے۔ تو ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور ہماری طرف سے تم کو دردناک عذاب پہنچیگا (رسولوں) نے کہا تمہاری نحوست تو تمہارے ہی ساتھ چمٹی ہوئی ہے۔ بات اتنی ہے نا؟ کہ تمہیں نصیحت کی گئی۔

ثابت ہوا کہ دراصل نحوست بروں ہی میں ہوتی ہے۔ مگر جب نیکوں کے سایہ پڑنے سے ابھرتی ہے تو برے سمجھتے ہیں کہ نیکوں کی وجہ سے ہے۔

چند روز ہوئے ہم نے ذکر کیا تھا۔ کہ ایک مخرب الاخلاق کتابیں بیچنے والا پونا یڈ بس کے اڈے سے اس لئے بائیکاٹ کیا گیا کہ اس روز مودودی صاحب کے نو نکاتی مطالبہ پر دستخط کرنے والوں میں سے وہاں کوئی نہ تھا۔ کیونکہ احمدی بسوں پر ڈیوٹی جا رہے تھے۔ اس کے لئے تو یہ دن منحوس ہونا ہی تھا۔ مگر اس کو تو شاید یہ بات اب بھول چکی ہو۔ اس کے ہمزاد خاص روزنامہ "تسنیم" کے مسٹر تکلف برطرف" کو ابھی نہیں بھولی تھی۔ چنانچہ ۱۲ جنوری ۱۹۵۳ء (دراصل ۱۲ جنوری) کی اشاعت میں پھر اس کا ذکر لے آئے ہیں اور نا اپنے ہمزاد سے پیچھے نہ رہیں۔ جیل کی زندگی کا اپنا ایک واقعہ بیان کر کے اپنی طبعی نحوست کے رخ سے پردہ اٹھایا ہے کہ ایک ہیڈ وارڈر کی صبح صبح شکل دیکھنے کی وجہ سے آپ کو وقت پر کھانا نہ مل سکا۔ اچھائی اور برائی بھی نسبتی ہوتی ہیں ایک دشنام طراز صالح قیاری کے مقابلہ میں جیل کا ہیڈ وارڈر فرشتہ نہیں تو اور کیا ہوتا ہے؟ جیسی روح ویسے فرشتے

تعلیم و تربیت

دنیا میں دہریت کے رنگ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جس غرض کیلئے مذہب کو انسان کے لوازم حال کیا گیا ہے وہ غرض مفقود ہے۔ دل کی حقیقی پاکیزگی اور خدا تعالےٰ کی سچی محبت اور اس کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور حلم اور رحم اور انصاف اور فروتنی اور دوسرے تمام پاک اخلاق اور تقویٰ اور طہارت اور راستی جو ایک روح مذہب کی ہے۔ اس کی طرف اکثر انسانوں کو توجہ نہیں۔" (لیکچر لاہور)

آج ان صفات سے متصف ہو کر باقی دنیا کو اس سے متصف ہونے کی تلقین جماعت احمدیہ کا کام ہے۔

ناظر تعلیم و تربیت

جہاد کیلئے تیاری ضروری ہے

قرآن کریم کے دلائل کے ساتھ تبلیغ و اشاعت اسلام جہاد کبیر کہلاتا ہے۔ لیکن اگر آپ قرآنی دلائل سے بے بہرہ ہوں تو جہاد کبیر میں کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ پس اس کے لئے مناسب تیاری کی ضرورت ہے ہماری تبلیغی نوٹ بک اس غرض کو بہت حد تک پورا کرتی ہے۔ جملہ قائدین اپنے خدام کو اور امراء و صدر صاحبان اپنی اپنی جماعتوں کے دوستوں کو جہاد کبیر کے لئے تیار کرنے کی غرض سے نوٹ بک زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوائیں۔

قیمت ۲/۸ روپے درجن اور /۱۷ روپیہ سینکڑہ

خاکسار بشیر احمد بی۔ اے

مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

اعلان نکاح

میرے لڑکے عزیز القدر سید منیر احمد کے نکاح کا اعلان ڈاکٹر خانصاحب محمد عبد اللہ صاحب آف کوئٹہ کی صاحبزادی محترمہ نعیمہ شاہدہ کے ساتھ بعوض یک ہزار روپیہ مہر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۸ دسمبر بعد نماز مغرب و عشاء فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر طرح سے مبارک ثابت ہو اور بہترین ثمرات کا حامل ہو آمین ثم آمین

ڈاکٹر سید رشید احمد سول ہسپتال کوئٹہ

روزنامہ — الفضل — لاہور
مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۳ء

ہنگامۂ کراچی

وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین صاحب نے طلباء کے مطالبات کے متعلق جو اعلان فرمایا ہے وہ نہایت تسلی بخش ہے۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ

(ا) حالات کے معمول پر آجانے کے بعد وہ اس تمام معاملہ کی عدالتی تحقیقات کرائیں گے۔

(ب) دو ماہ کے اندر اندر فیس ڈھاکہ اور لاہور کے مساوی کر دی جائے گی۔

(ج) ہوسٹلوں کی تعمیر کے لئے جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ ہوسٹلوں کی تعمیر پر صرف کی جائیں گی۔ اور تعمیر کا کام بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہونچا دیا جائے گا۔

(د) حکومت سکولوں اور کالجوں کے لئے مزید عمارتوں کا انتظام کرے۔

(ل) کسی کے خلاف سیاسی وجوہات کی بناء پر انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

بے شک یہ اعلان نہایت تسلی بخش ہے۔ مگر اس تسلی کے ساتھ ایک نہایت جانگداز درد کی ٹیس بھی مل جاتی ہے۔ جب ان بچوں کی بے رحمانہ موت اور ان زخمی بچوں کی مصیبت کا خیال آتا ہے۔ جو ہنگامۂ کراچی کا شکار ہوئے ہیں۔

بقول روزنامہ "زمیندار" لاہور ایک غیر سرکاری اطلاع کے مطابق اس ہنگامہ میں ۲۷ آدمی جاں بحق ہوئے ہیں۔ اور ۳۲۴ زخمی۔ اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو گویا اس ہنگامہ کی طفیل ہزاروں پاکستانی گھر ماتم کدہ بن گئے ہیں۔ جو در اصل ایک قومی مصیبت سے کسی طرح کم نہیں سمجھی جا سکتی۔ کونسا دل ہے۔ جو اس کی وجہ سے آج غمناک نہیں ہے۔

اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے۔ حقیقی طور پر تو یہ عدالتی تحقیقات کے بعد ہی معلوم ہو سکے گا البتہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ طلباء کے غیر سیاسی مظاہرہ کا ایسا انجام ظاہر کرتا ہے۔ کہ ضرور آگ کو ہوا دینے والا کوئی عنصر اس کی پشت پر ہوگا جیسا کہ مسٹر نقوی کے بیان سے بھی واضح ہوتا ہے۔ اور لاہور میں جو طلباء کا مظاہرہ ہوا اس کے متعلق بھی سول اینڈ ملٹری گزٹ کی رپورٹ کے مطابق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے لوگ مظاہرہ کی راہ نمائی کرنے والے بھی دیکھے گئے جو نہ تو طالب علم تھے۔ اور نہ کسی اور طرح تعلیمی معاملات سے تعلق رکھتے تھے۔

بہر حال یہ حادثہ اس لحاظ سے بے حد دردناک ہے کہ اس کا تعلق طلباء سے تھا۔ اس میں ارباب حل و عقد کی طرف سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ ان کی اہمیت اسی وجہ سے بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ کہ ایسے معاملہ شروع ہی سے اس طرح حل نہیں کیا گیا۔ کہ کسی بیرونی عنصر کو اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملتا۔ شاید یہ غلطی اسی وجہ سے ہوئی ہے کہ اس امکان کو زیر غور نہیں رکھا جا سکا۔ اور سہل انگاری سے کام لیتے ہوئے خیال کیا گیا کہ یونہی یہ معاملہ معمولی سا ہے۔ آپ ہی طے ہو جائے گا۔ حالانکہ ارباب حکومت کو چاہیئے کہ وہ موجودہ غیر معمولی حالات کے پیش نظر ہر معاملہ کو غیر معمولی چوکسی اور دور اندیشی سے سر انجام دیں۔ حتی الوسع کوئی ایسا رخنہ نہ رہنے دیں۔ جس سے نظم و ضبط کے احاطہ میں انارکی اور ابتری گھسنے پائے۔

ہمیں توقع رکھنی چاہیئے کہ اس حادثہ جانکاہ سے سبق لیا جائے گا۔ اور بچوں کی یہ دردناک قربانی ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہو گی۔ اور ہم آئندہ ایسے معاملات میں زیادہ حزم و احتیاط اور دور اندیشی سے کام لینا سیکھیں گے۔

دوسری طرف اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ احتجاج میں بھی حدود کے اندر رہنا ہی بہترین طریق کار ہے۔ اسلام کسی ایسے طریق کار کی حمایت نہیں کرتا۔ جس کے نتیجہ میں فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں پاکستان میں جو اسلامی اخلاق کا نمونہ پیش کرنے کا دعویدار ہے۔ مطالبات منوانے کے ایسے تمام طریقے ناجائز سمجھے جانے چاہئیں۔ جو بھی نظم و ضبط میں ابتری پیدا کرنے والے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہڑتال وغیرہ طریقوں کو اعتقاداً غلط سمجھتے ہیں۔ ہم اس قسم کے پر سکون مظاہروں کو بھی صحیح نہیں کہہ سکتے کیونکہ خواہ پر سکون رہنے کا کتنا بھی اہتمام کیا جائے۔ پھر بھی یہی امکان موجود رہتا ہے کہ شر پسند طبیعتیں اس کو پر سکون نہ رہنے دیں گی۔ جب ہم ایک ایسی منزل کی طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ جس کو ہم جانتے ہیں کہ اس میں بہت سے اتھاہ غار پڑتے ہیں۔ اور راستہ پھسلنا ہے۔ تو گو قدم کو کتنا بھی سنبھالا جائے پھر بھی غار میں گرنے کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے۔

اس لئے دور اندیشی کا تقاضہ یہی ہے کہ اس راستہ کی طرف ایک قدم بھی نہ اٹھایا جائے۔ اسلام میں شراب زیادہ تر اسی لئے حرام کی گئی ہے۔ کہ آدمی حد اعتدال کے اندر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ایک گھونٹ کیا ایک قطرہ بھی حرام ہے ورنہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ؎

مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط است
بلکہ مے سے شود از صحبت ناداں بدنام

بات یہی ہے کہ انسان کی نادانی بہت آسانی سے پھیل جاتی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس چیز کو نہ چھیڑا جائے۔ جس سے انسان کی نادانی آسانی سے پھیل جاتی ہو۔ اسی طرح فتنہ کو بھی اگر تھوڑا سا رخنہ مل جائے تو وہ آسانی سے پھیل جاتا ہے۔ جب معلوم ہے کہ آگ پھیل سکتی ہے تو کوئی عقلمند روئی کے ڈھیر کو دیا سلائی اسلئے نہیں دکھائیگا۔ کہ دیا سلائی کا شعلہ ذرا سا تو ہے اتنے سے کیا ہو گا۔ مگر جب یہ ذرا سا شعلہ روئی کے ڈھیر کو لگ جاتا ہے۔ تو آناً فاناً تمام ڈھیر شعلہ بن جاتا ہے۔ پھر پچھتائے کیا ہوتا ہے۔

اس لئے از روئے اسلام احتجاج کے ایسے تمام طریقے بھی غلط ہیں جس سے فتنوں کا آغاز ہو سکتا ہے۔ اور قرآن کریم میں فتنہ کو قتل سے زیادہ سخت کہا گیا ہے۔ اس کی تصدیق اس حادثہ سے ہوتی ہے۔ جو کراچی میں ہوا ہے۔ پاکستان کیا دنیا میں روز قتل ہوتے ہی رہتے ہیں۔ بیشک ہر انفرادی قتل ہولناک ہوتا ہے۔ مگر جس طرح کراچی میں ہوا ہے۔ اس سے ایسے انفرادی واقعات کو کیا نسبت ہے؟

یہ کام در اصل علماء کا ہے۔ کہ وہ قوم میں صحیح اسلامی اخلاقی اقدار کا احیاء کریں اور تمام طبقات کو نظم و ضبط کے اسلامی بنیادی اخلاق کا ہمیشہ پابند بنائیں۔ مگر افسوس ہے ہمارے بڑے بڑے علماء اپنے اصل کام کی طرف تو توجہ نہیں دیتے مگر دوسروں کے کام میں مخل ہونے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اگر ہمارے علماء ملک میں اپنی سعی و کوشش سے آئین پسندی کا جذبہ ہی پیدا کر دیں۔ تو یقیناً وہ پاکستان ایسی اسلامی حکومت کے قیام و استحکام کے لئے بے نظیر کام کر کے دکھا دیں۔ ایسی ایک عادت اگر پاکستان کے مسلمانوں میں راسخ ہو جائے۔ تو ہم نہ صرف تمام دنیا کو اسلامی اخلاق کا نمونہ دکھا سکتے ہیں بلکہ پاکستان ایک نہایت مستحکم اسلامی ملک بنا سکتے ہیں۔ جس کو کوئی وقتی جھکڑ [illegible] اسے ذرا گزند نہیں پہونچا سکتا۔

معیار زندگی

مسٹر کلیمنٹ ایٹلی سابق وزیر اعظم برطانیہ

اور برطانوی لیبر پارٹی کے لیڈر نے رنگون میں جہاں وہ ایشیائی سوشلسٹ کانفرنس میں حصہ لینے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ ایک بیان میں فرمایا ہے کہ

"آج دنیا ایشیا اور یورپ کے درمیان پر امن تعاون کی سخت ضرورت مند ہے۔ ایشیا میں اس وقت لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا معیار زندگی نہایت ہی گھٹیا ہے۔ اور اگر یہاں کی خوابیدہ طاقتوں کو بیدار کر دیا جائے تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اگر ایشیا میں یہی لیل و نہار رہے۔ تو یورپ کے لاکھوں کارکنوں اور مزدوروں کے بیکار ہو جانے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ ان کے مصنوعات کی کھپت زیادہ تر ایشیا ہی میں ہے اگر دونوں بر اعظم عوامی زندگی کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک ہی نصب العین کو سامنے رکھ کر کام کریں۔ تو بہت کچھ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ امن ناقابل تقسیم ہے اسی طرح خوشحالی بھی ناقابل تقسیم ہے۔ یعنی امن ہو تو سب کے لئے اور خوشحالی ہو تو سب کے لئے۔"

جہاں تک بیان اور خیال کا تعلق ہے مسٹر ایٹلی کا یہ بیان نہایت ہی اعلیٰ ہے۔ مگر حقیقت سے بہت دور ہے۔ امن اس لحاظ سے تو بے شک ناقابل تقسیم معلوم ہوتا ہے۔ کہ مغربی پالیسیاں جب جنگ کا آتشکدہ روشن کرتی ہیں۔ تو مشرق کو بھی ساتھ ہی جلنا پڑتا ہے۔ مگر خوشحالی بلا شرکت غیرے مغرب ہی کی ملکیت ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ بدامنی کے ایام میں بھی بدامنی کا سارا نقصان تو ایشیائیوں کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اہل مغرب اس وقت بھی خوشحالی کے آغوش میں مزے اڑاتے ہیں۔ مسٹر ایٹلی کا یہ بیان ان مغربی اقوام کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے جو ایشیا کی لوٹ کھسوٹ سے اپنی خوشحالی قائم رکھنا چاہتی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک معیار زندگی کا نظریہ نہ بدلے گا۔ اس وقت تک امن نہ مغرب میں ہو سکتا ہے۔ اور نہ مشرق میں اور خوشحالی بھی بغیر امن کے چونکہ ممکن نہیں۔ اس لئے موجودہ حالات میں یہ بھی نایاب ہی رہے گی۔ آجکل ہم معیار زندگی کو صرف اقتصادی نقطۂ نظر سے جانچنے پر مصر ہیں۔ اخلاقی اقدار بے حقیقت ہو چکی ہیں۔ مگر جب تک مغرب و مشرق میں اخلاقی اقدار کا احیاء نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک زندگی کے معیاروں کا توازن برہم رہے گا

(باقی دیکھیں صفحہ ۲ پر)

حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات

احمدی قوم کا ایک کامیاب معمار اور بستانِ احمد کا ایک طائرِ خوش نوا چل بسا!!

(از مکرم مولوی ابو العطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ)

حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بہترین اور ٹھوس کام کرنے والے خدام میں ایک نمایاں وجود تھے۔ ہونہار بچوں کی تربیت، ان کو امیدوں اور امنگوں کے ساتھ پروان چڑھانا۔ ان میں قومی اور ملّی ولولہ پیدا کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ اونچے اونچے محل تعمیر کرنا اور مضبوط آہنی قلعے بنانا بہت آسان ہے لیکن قوم کے بچوں کا کردار درست کرنا اور ان کی اخلاقی عمارت کو استوار کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے اس کام کے لئے بہت زیادہ صبر اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔ بہت زیادہ درد اور ہمت درکار ہے۔ بہت زیادہ کاوش اور دعائیں لازمی ہیں۔ حضرت شاہ صاحب مرحومؓ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان تمام صفات سے متصف تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی محنت کو بار آور فرمایا اور انہیں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اعلےٰ نتائج دیکھنے کی مسرت عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنے شاگردوں میں بلند حوصلہ اور اعلےٰ کردار پیدا کرنے میں امتیازی کامیابی حاصل کی۔ اپنے ساتھ کام کرنے والے اساتذہ اور دوسرے کارکنوں سے ہمدردانہ سلوک کی وجہ سے پورا پورا تعاون حاصل کیا۔ ان تمام نیک تاثرات کا نمایاں اثر سکول کی حالت پر نظر آتا ہے۔ بے شک حضرت شاہ صاحب مرحوم وفات پا گئے ہیں اور ہر پیدا ہونے والا انسان ضرور فوت ہوتا ہے۔ لیکن جو نیک اثر حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب نے اپنے ملنے والوں اور ساتھیوں پر چھوڑا ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے۔ ان کے جنازہ کے ہجوم میں میں نے سکول کے ایک مددگار کارکن کو دردناک لہجہ میں یہ واقعہ سناتے ہوئے سنا کہ جب بورڈنگ کے باورچی میاں خوشی محمد صاحب مرحوم فوت ہوئے تو حضرت شاہ صاحبؓ زار زار رو رہے تھے اور کہتے تھے کہ باورچی تو ہزاروں مل جائیں گے لیکن میاں خوشی محمد صاحب جیسا وفادار اور دیانت دار کہاں ملے گا۔ حضرت شاہ صاحب میں دراصل کام کرنے والے کی قدر دانی کا بہت جذبہ تھا۔ اسی جذبہ کی وجہ سے حضرت شاہ صاحب نے اپنے ساتھیوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا اور ان کی وفات سے سب متاثر نظر آتے ہیں۔ میرے ذاتی تجربہ میں حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب سخت مخالف حالات میں حوصلہ مندی سے کام کرنے اور خندہ پیشانی سے مشکلات کو برداشت کرنے میں ایک نمونہ تھے۔ انہیں یہ امتیاز حاصل تھا کہ ملاقات میں ہر شخص سے مسکراہٹ اور کھلے چہرہ سے ملتے تھے۔ اگر وہ اپنے حالات یا قواعد کے ماتحت کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا نہ بھی کر سکتے تب بھی اس کو اپنے پاس سے مسرور دل سے رخصت کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ان کے پاس نفی کے سوا کوئی جواب نہ ہوتا تھا۔ مگر اول تو وہ اس نفی کو ادا کرنے کے لئے بہترین سلیقہ اختیار فرماتے اور پھر اس کے ساتھ ایسے انداز سے مزید گفتگو کرتے کہ حاجت مند یہ محسوس کرتے ہوئے واپس آتا کہ اگرچہ میرا کام نہیں ہو سکا مگر شاہ صاحب بھی واقعی معذور ہیں۔

۱۹۴۷ء کے فسادات کے ایام میں حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب نے نہایت جرأت اور حوصلہ مندی سے کام کیا تھا۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے جب آپ اپنے چند ساتھیوں سمیت ٹانگہ پر سوار ہو کر محلہ جات میں گھر بہ گھر پھر کر مستورات اور مردوں اور بچوں کو مشکلات میں صبر و حوصلہ کی تلقین کر رہے تھے۔ ان کا دل دردمند تھا اور کبھی کبھی آنکھیں بھی آبدیدہ ہو جاتی تھیں۔ لیکن آپ اپنے مخاطبین کو ایسے انداز سے حوصلہ کی تلقین فرماتے کہ دلوں میں ڈھارس بندھ جاتی تھی اور مایوس کن حالات کے باوجود انہیں گونہ اطمینان حاصل ہو جاتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب مرحومؓ میں ریاء اور شہرت سے نفرت تھی۔ اور انتہاء درجہ کی تواضع اور فروتنی پائی جاتی تھی۔ انہیں دینی علوم سے گہرا لگاؤ تھا۔ حافظ قرآن مجید بھی تھے۔ مشرقی افریقہ کے احباب پر آپ کی پاکیزہ صحبت کا نہایت نیک اثر تھا۔ حضرت شاہ صاحب مرحومؓ کی زندگی میں ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ خدمتِ دین بجا لانے والے لوگوں کی دل سے قدر کرتے تھے

جامعہ احمدیہ کی ترقی کے لئے ان کے جذبات کو میں خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ انہوں نے بارہا مجھے بتایا کہ میں آپ کے اساتذہ اور طلباء کیلئے روزانہ دعا کرتا ہوں۔ امتحانات کے اعلےٰ نتائج پر ایسے محبت بھرے انداز میں مبارکباد دیتے تھے کہ دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ بسا اوقات وہ چنیوٹ سے احمد نگر ہماری تقریبات میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور اپنی مفید معلومات سے طلباء کو مستفید فرمایا۔ حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جسے پُر کرنا اللہ تعالےٰ کے خاص فضل پر ہی منحصر ہے۔ کچھ بھی ہو بہر حال حضرت شاہ صاحب نے اپنے فرض کو بہترین رنگ میں ادا فرمایا ہے۔ ہم دردمند دلوں کے ساتھ حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب کی اس ناگہانی وفات پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت شاہ صاحب کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ اور ان کے جاری کردہ نیک کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے خود غیر معمولی سامان پیدا فرمائے اور سلسلہ احمدیہ کے ایک بہترین اور مخلص کام کرنے والے کارکن کی وفات سے جو کمی ہو گئی ہے اپنے فضل سے اس کی تلافی فرمائے۔ اللہ تعالےٰ حضرت شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ اور ان کے بچوں کو اپنے فضل سے اپنی آغوشِ رحمت میں رکھے اور اپنے کرم کے سایہ میں ان کی حفاظت اور ترقی اور پرورش کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین ۞

ملازمت کے متلاشی احباب کیلئے

(۱) ۲۵ جنوری ۵۳ء تک بنام سیکرٹری صاحب پاکستان سنٹرل کاٹن کمیٹی بلاک نمبر ۵۹ کمرہ ۳۲ پاکستان سیکرٹریٹ کراچی درخواستیں ٹیکنیکل آفیسر کی اسامی کیلئے طلب کی گئی ہیں۔ امیدوار بی۔ ایس۔ سی زراعت ہو۔ پلانٹ بریڈنگ متعلقہ کپاس اس کا خاص مضمون ہو۔ ایم۔ ایس۔ سی یا غیر ملکی قابلیت والے کو ترجیح ہو گی امیدوار کو کم از کم پانچ سال کپاس کے کام کا تجربہ ہونا چاہئیے۔ عمر ۲۵ سال سے ۴۰ سال۔ تنخواہ ۲۵۰۔ ۲۵/۴۰۰ - ۲۵ - ۵۰۰ - ۲۵/۴۷۵۰ مرکزی حکومت کے ملازمین مالا الاؤنس اس کے علاوہ (بحوالہ پاکستان ٹائمز مؤرخہ ۱/۵۳)

(۲) کراچی سے درخواستیں پرائیکیوٹنگ سب انسپکٹرس کی اسامیوں کیلئے طلب کی گئی ہیں۔ تنخواہ ۱۲۰ - ۲/۱۵ - ۱۵۰/۱۰ - ۲۰۰ انتخاب گریڈ ۲۰۰ - ۱۰ - ۲۵۰ علاوہ خاص تنخواہ ۳۰/ روپیہ ماہوار عمر ۳۵ سال۔ بصورت سابق سرکاری ملازم۔ ۲۵ سال بصورت دیگر۔ قابلیت بی اے۔ ایل ایل۔ بی نیز ایک سال کا تجربہ۔ درخواستیں ۱۲/۱/۵۳ تک سردار خالد صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس کراچی کے نام پہنچنی لازم ہیں۔ (بحوالہ پاکستان ٹائمز مؤرخہ ۱/۱/۵۳)

(۳) پبلک سروس کمیشن بہاولپور نے مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں جو ۱۸/۱/۵۳ تک پہنچنی لازم ہیں۔ قیمت مجوزہ فارم ۱/۸ روپیہ بمعہ محصولڈاک۔

(۱) سپرنٹنڈنٹ۔ ۲۲۵ - ۱۵ - ۳۷۵ قابلیت گریجوایٹ۔ تجربہ پانچ سال۔ عمر ۳۵ سال سے کم

(۲) اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ۱۵۰ - ۱۰ - ۲۵۰ - ۱۵ - ۳۷۰

(۳) سٹینو ۱۵۰ - ۱۰ - ۲۵۰/۱۵ - ۳۷۰ فرسٹ ڈویژن میٹرک۔ رفتار شارٹ ہینڈ ۱۲۰۔ ٹائپ ۴۰۔

(۴) سینئر کلرک ۷۵ - ۶ - ۱۰۵ - ۳ - ۱۷۵۔ میٹرک۔ تجربہ کار کو ترجیح۔

(۵) جونیئر کلرک۔ ۶۰ - ۴ - ۱۰۰ - ۵ - ۱۲۰۔ میٹرک تجربہ کار کو ترجیح

(بحوالہ اخبار سول مؤرخہ ۹/۱/۵۳) ناظر تعلیم و تربیت

بحری فوج میں بھرتی

سادہ کاغذ پر درخواستیں مطلوب ہیں رائل پاکستان نیوی میں لیڈنگ مین آف فرنس کی بھرتی کے علاوہ تجربہ قابلیت میٹرک عمر کم از کم ۲۷ سال کی شرط ہے۔ درخواستیں بنام سپرنٹنڈنٹ آر پی این۔ ڈاکیارڈ ویسٹ وارف کراچی ۲۰ جنوری تک پہنچنی لازم ہیں۔ ناظر تعلیم و تربیت

قائدین و زعماء صاحبان اطفال کی تربیت کی طرف توجہ فرمائیں

۱۰ جنوری ۵۳ء کے شمارہ خالد میں اطفال کیلئے ایک تبلیغی مقابلہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ اول۔ دوم۔ سوم کو انشاء اللہ تعالےٰ انعامات دئیے جائیں گے۔ شمولیت کی آخری تاریخ ۱۵/۳/۵۳ ہے۔ خاکسار شبیر احمد بی۔اے مہتمم تبلیغ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ولادت

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و رحم سے میرے بڑے لڑکے عزیزم چوہدری عبد المجید کارکن صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ۹ جنوری ۱۹۵۳ء کی شب کو تیسرا فرزند عطا کیا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

نومولود ڈاکٹر محمد حسین خان کراچی کا نواسہ ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار عبد الحمید ریلوے آڈیٹر۔ لاہور

غور و فکر کی عادت قومی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے

از مکرم حمید قریشی صاحب

وقت ہم کو ایک ایسے مقام پر لے آیا ہے یا ہم نے زمانہ کو ایک ایسے مقام پر پہنچا دیا ہے۔ جو ایک ارفع مقام ہے۔ بنی نوع انسان کی ترقی جو ہزاروں سال سے جاری تھی آہستہ آہستہ انسان کو اس قدر بلندی عروج پر لے گئی کہ اگر ہم پلٹ کر دیکھیں تو ہمیں اپنا پچھلا زمانہ اندھیروں اور گہرے غاروں میں کھویا ہوا نظر آتا ہے۔ نہ صرف سائنس کی ایجادات بلکہ زندگی کے ہر شعبہ ڈاکٹری۔ طبیعات۔ زراعت ہیئت غرض ہر پہلو سے۔ انسان کے ذہن نے اسے بلندیوں کی طرف جانے میں مدد کی اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ یورپ کی ایجادات نے ہمیں کس طرح ہر شعبہ میں مدد دی ریل۔ ہوائی جہاز۔ ٹیلیفون۔ تار۔ ریڈیو۔ موٹر۔ سائیکل دیاسلائی۔ بیٹری لکھنے کا قلم وغیرہ وغیرہ دراصل ہم زندگی میں ہر چیز کے محتاج ہیں اور موجودہ دور میں کسی بھی ایجاد سے کنارہ کش ہو کر زمانہ کا ساتھ دینے کے ناقابل ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایجادات کون کرتا ہے۔ اور جو ملک ان ایجادات میں دخل دینے یا استعمال کرنے کی طاقت و جرات نہیں رکھتے ان کی کیا پوزیشن ہے۔ یہ خیال رہے کہ ایجادات کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو یکساں ذہن بخشی ہیں اور ہر انسان ذہن اور سوچ سے کام لے کر پہلی ایجاد کو بہتر بنا سکتا یا نئی چیز بہتر ایجاد کر سکتا ہے۔ اور جو لوگ یا ملک ان ایجادات سے فائدہ نہیں اٹھاتے یا فائدہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ دنیا انہیں کمزور اور ناقابل اعتنا سمجھتی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح پیچھے بیان کیا گیا ہے۔ کہ زمانہ اس قدر بلندیوں پر جا پہنچا ہے کہ ہمیں اپنا ماضی اندھیروں اور گہرے غاروں میں کھویا ہوا نظر آتا ہے۔ جن ملکوں کے سروں پر نئی نئی ایجادات کے سہرے ہیں۔ وہ نہ صرف معزز بلکہ طاقتور سمجھے جاتے ہیں اور جو ملک ان ایجادات کو اخذ کر لیتے ہیں۔ وہ خود کفیل اور زندہ رہنے کے لائق سمجھے جاتے ہیں۔ مگر جو ملک بالکل دوسروں کے محتاج رہ جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے اندھے کی ہے۔ جسے پکڑ کر جہاں بٹھا دیا جائے۔ وہیں بیٹھا رہے۔ اور درحقیقت اسے جینے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

انسان پر اللہ تعالیٰ نے دو فرائض ڈالے ہیں جو "حقوق اللہ اور حقوق العباد" کے ناموں سے موسوم اور جن کے متعلق آخرت میں سوال کیا جائے گا۔ کہ ہم ان ہر دو فرائض سے کس حد تک عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ عہد حنیفیہ تک اور ان کے قبل کے بادشاہوں نے "حقوق العباد" کے سلسلہ میں کنوئیں۔ نہریں اور سڑکیں بنوائیں۔ سڑکوں کے کنارے درخت لگوائے لیکن اب جب کہ زمانہ روشنی سے جگمگا رہا ہے تو یورپ نے نئی نئی ایجادات اور علم کے ذریعہ "حقوق العباد" کے فرض کے اس پہلو کو ادا کرنا شروع کیا۔

کیا ایک انسان کی حیثیت سے ہمارا ابھی یہ فرض نہیں کہ ہم بھی انسانیت کے فروغ اور اس کی سہولت کے لئے کوئی نیک کام انجام دے جاویں۔ مت سمجھئے یہ ہمارا فرض ہے اور ایک روز اس کے متعلق ہم سے بھی پوچھا جائے گا۔ اس روز کے لئے ابھی سے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔

اس سلسلہ کا آغاز سوچ و فکر اور غور و تدبر ہی سے ہو سکتا ہے۔ ہمیں اپنے اندر سوچ کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اس وسیع دنیا میں اپنی زندگی میں ہم راستہ چلتے ہوئے بہت کچھ دیکھتے ہیں۔ انہیں یونہی نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے۔ دیکھکر فراموش نہیں کر دینا چاہیئے۔ بلکہ اس کی حقیقت۔ اس کی حالت اور اس کی حیثیت کے متعلق ضرور سوچنا چاہیئے۔ اور اس لئے کہ یہ سوچ اور تدبر دراصل سمجھ اور شعور کی راہیں پیدا کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی کئی مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں کہ اپنے اندر سوچ کی عادت ڈالو۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تبلیغ کرتے کرتے تھک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ نشانات تو کھلے ہوئے ہیں۔ مگر عقلمندوں کے لئے فکر کرنے والوں کے لئے۔ شعور رکھنے والوں کے لئے گویا اگر کوئی ذرا بھی عقل سے کام لے اور غور و فکر کی عادت ڈالے تو اسے سمجھنے میں کوئی دقت نہیں . . . . . جو بات اب انہیں عجیب یا نئی معلوم ہوتی ہے ذرا سے غور و تدبر سے واضح اور آسان ہو سکتی ہے۔ مگر وہ خود غور نہیں کرتے۔ اور الٹا کہتے ہیں کہ تمہاری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔

سوچ اور تدبر۔ سمجھ اور شعور کی راہیں پیدا کرتی ہے۔ اسکے ثبوت میں ہمارے سامنے سابقہ امثال ہیں۔ حضرت بدھ اپنی زندگی کا ایک عرصہ نہایت امن و سکون سے آرام و آسائش میں گذارتے ہیں اور اس کے بعد جب وہ عوامی زندگی میں آتے ہیں تو وہ آرام و آسائش جسے وہ آج تک اختیار کئے رہے تھے۔ مفقود پا کر غور و فکر کی گہرائیوں میں کھو جاتے ہیں اس عالم سادات۔ اندھیرے اور اجالے دکھ اور خوشی کے فلسفے کو سوچ سوچ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور یہی پریشانیاں اور سوچ و تدبر انہیں خدا تک لے جانے کا موجب بن جاتی ہیں۔ حضرت موسےٰ کو دیکھئے۔ اپنی

قوم پر حاکموں کی طرف سے روا ہونے والے ظلم ایک مدت تک ان کی آنکھیں دیکھتی اور دل محسوس کرتا رہتا ہے۔ اپنی قوم کی غلامی اور ذلت کا احساس اور درد انہیں پریشان رکھتا ہے اور آخر یہی پریشانی اور سوچ انہیں اپنی قوم کو نجات دلانے کے لئے لے آتی ہے۔ حضرت ابراہیم کی مثال ہمارے سامنے ہے بہت بت پرست ماحول میں رہ کر آپ سوچتے ہیں کہ ہمارا آقا کون ہو سکتا ہے۔ ہمارا معبود کون ہو سکتا ہے۔ ہمیں کون پیدا کرتا مارتا۔ کھلاتا اور رزق رکھتا ہے۔ آقا کو پہچاننے کی جستجو آپ کو ستاروں تک لے جاتی ہے۔ چاند کے ارد گرد پھراتی ہے۔ سورج کے متعلق احساس دلاتی ہے اور یہ پریشانی اور سوچ آخر آپ کو ستاروں اور چاند سورج کے آقا کے قدموں میں ڈال دیتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ آپ غریبی اور یتیمی کے دور سے ابھرتے اور اپنے ارد گرد ایک گھناونا۔ مکروہ اور ظالم ماحول پاتے ہیں۔ جہالت کو علم کا مذاق اڑاتے دیکھتے ہیں آپ اس ماحول سے متنفر ہو جاتے ہیں پاک طبیعت موجودہ عقائد پر یقین نہیں کرتی اور آپ غور و فکر کی دنیا میں کھو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ اپنا نور ظاہر کر کے آپ پر دونوں جہان کے علوم کے دروازے کھول دیتا ہے۔

سوچ سے سب سے بڑا فائدہ جو ہمیں ہوتا ہے۔ وہ سنجیدگی ہے۔ ہر وقت سوچنے والا اور غور و فکر کا عادی انسان سطحی انسان نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہر بات کی حقیقت جاننے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے اور یہی بے تابی اسے زمانے کی فضولیات سے بے خبر رکھکر چہرے پر سنجیدگی کی لکیریں پھیلا دیتی ہے زمانہ کے شور و شر اور ہا و ہو میں پڑ کر ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر پاتے بلکہ بہت کچھ ضائع ہی کرتے ہیں۔ یہ ہنگامے وقت۔ دولت اور سب سے بڑھ کر ہمارے اخلاق کو ضائع کرتے ہیں۔ مگر سوچ جو سنجیدگی پیدا کرتی ہے اور سنجیدگی جو عزت دلاتی ہے۔ ہمیں بہت کچھ سمجھاتی ہے۔ زمانہ کے تجربات۔ حادثات کا انجام۔ ہنگاموں کی حقیقت اور جینے کا مقصد سنجیدگی تعصب نہیں پیدا ہونے دیتی۔ اور انسان کو درویش بناتی ہے آج مذاہب کی جنگ کا باعث یہی بدگمانی اور تعصب ہے اگر تعصب اور بدگمانی کی جگہ سنجیدگی اور غور و فکر کو دی جائے تو مذاہب کے تنازعات بہت حد تک سلجھ جائیں۔

برسات میں گھٹائیں گھر آتی ہیں۔ بادل گرجنے اور برسنے لگتا ہے۔ بجلی چمکتی اور کڑکتی ہے۔ سب اسے دیکھتے ہیں اور کوئی غور نہیں کرتا کہ آخر بادل کیا چیز ہے۔ کیسے اور کہاں سے آتا ہے بجلی کیا ہے اور کیسے چمکتی ہے۔ بادل برستے برستے رک کیسے جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھتا ہے کیا تم بادلوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ کہ یہ کس طرح پیدا کیا گیا۔ اسے کیسے بلندیوں کی طرف اٹھایا گیا۔ پہاڑوں سے کیسے ٹکرایا گیا۔ اور زمین کو کیسے زندگی بخشی گئی (مفہوم) لیکن ہم نے کبھی بھی سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

زلزلہ آتا ہے۔ زمین پھٹ جاتی ہے۔ بستیاں زمین میں دب جاتی ہیں ہزاروں برس کا زمانہ ان پر گذر جاتا ہے۔ درختوں کی لکڑی اندر ہی اندر جلکر پتھر بن جاتی ہے۔ کیا آپ نے کبھی اس پر غور فرمایا!! یہ زمانہ نئی نئی ایجادات کر رہا ہے

اور جب ہم بھی اسی زمانہ کی پیداوار ہیں تو کیوں نہ ہم بھی اس بڑھاپے سے متاثر ہوں۔ اور اپنی زندگی کی آخری سانسوں میں اپنے شعور اور غور و فکر کا ثبوت دے کر کچھ ایسی چیزیں بے نقاب کر جائیں۔ جن سے ابھی تک یہ دنیا بے خبر ہے۔ کیا یہ صرف امریکہ اور روس ہی کا حق ہے کہ وہ ایجادات کریں اور دنیا کو محتاج بنا لیں۔ کیا اسی خدا نے ہمیں بھی دماغ اور سوچ عطا نہ کی۔ ضابطہ حیات قرآن کریم بار بار ہمیں نہیں کہتا کہ تم بھی کچھ حاصل کرو۔ تو پھر ہم کیوں کسی سے پیچھے رہیں کیوں نہ ہم بھی اپنا فرض پورا کریں۔

ہم نے کبھی یہ غور کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ کہ ہم کیوں سوتے ہیں۔ بھوک کیوں لگتی ہے اور باتوں کو چھوڑیئے اتنا بھی نہیں سوچا کہ اسلام نے وضو کا کیوں حکم دیا ہے آخر اس میں کیا حکمتیں ہیں اور ہم وضو کیوں کرتے ہیں۔ روحانی پاکیزگی تو نماز پیدا کر ہی دے گی۔ وضو سے کس حد تک جسمانی پاکیزگی ہو جائے گی آخر ہمیں ضرورت ہی کیا ہے کہ ہر بات کو سوچتے پھریں ہم روز چلتے ہیں۔ چلتے وقت ٹانگوں کے ساتھ ہمارے دونوں بازو بھی آگے پیچھے کو حرکت کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟ ہم نے کبھی اس پر بھی غور نہیں کیا۔ یہ بھی بھلا غور کرنے کی بات ہے۔ اگر ہمارے ہاتھ ہمارے جسم کا وزن قائم رکھنے کو۔ ٹانگوں کی تھکن دور کرنے کو اور رفتار میں ہلکا سا اضافہ کرنے کو پتوار کی طرح ہوا میں آگے پیچھے چلتے رہتے ہیں تو چلتے رہیں۔ ہمیں اس سے کیا۔

دراصل یہی چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے بڑے مراحل کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان کو معمولی جان کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ تو سخت غلطی کرتے ہیں۔ یہی ننھی ننھی سوچیں ہمیں غور و تدبر کے گہرے سمندر میں لے جا سکتی ہیں۔ آپ ہر بات کو سوچئے۔ اپنے تجربات کیجئے۔ اور کوئی نظریہ قائم کیجئے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ ایک بات پر غور کر کے اور تجربات کے بعد جو نظریہ پیش کرتے ہیں۔ وہ ضرور صحیح ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ کو اپنے نظریہ کی صداقت کا یقین نہیں آپ غور و تدبر کے سلسلہ کو اور بند کر دیجئے۔ آپ جب تجربات کے بعد ایک نظریہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے۔ تو آخر آپ دلائل تو دیں گے۔ آپ کے دلائل اور نظریہ کو دیکھکر کئی دماغ آپ سے متفق ہوں گے۔ کئی مخالف مخالف دماغ آپ کے تجربے اور نظریہ کی صداقت جاننے

(باقی صفحہ پر)

مسلمانوں کی نکبت و پستی کے ذمہ دار ہمارے علماء کرام ہیں

(۲)

(منقول از رسالہ "الجامعہ" جھنگ موتمر نمبر ماہ اپریل ۵۲ء)

نوٹ:- ضروری نہیں کہ ادارہ مضمون نگار سے ہر بات میں متفق ہو۔

اس کے بعد دوسری جماعت کا نمبر آتا ہے۔ جس کا کام وعظ بیان کرنا ہے۔ اگر ان لوگوں نے مذہب کو کمائی کا ذریعہ نہ بنایا ہوتا تو یہ سب کچھ کام کر سکتے تھے۔ لیکن جب وعظ و تقریر کے ذریعہ کچھ نفع حاصل کرنے کی توقع ہو تو ظاہر ہے۔ کہ واعظ یا مقرر اس بات کا خاص طور سے خیال رکھیگا۔ کہ وہ جو کچھ کہے۔ سامعین (جو زیادہ تر جہلاء اور عوام ہوتے ہیں) کے پسندیدہ خیالات وعقائد کے خلاف نہ ہو۔ خواہ یہ خیالات وعقائد کتنے ہی گمراہ کن کیوں نہ ہوں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عوام الناس کے جذبات کو مخاطب کرنے کی غرض سے اور ان میں مقبولیت حاصل کرنے کے ارادہ سے وہ ان کی عجائب پسندی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور مذہب کا ایسا تصور ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جو ان کے توہمات سے قریب تر ہو۔ آپ کسی واعظ کو مجمع کے سامنے اس قسم کی تقریر کرتے ہوئے بہت کم سنیں گے جس کا مقصد ان کو عمل کی طرف راغب کرنا اور یہ بتانا ہو۔ کہ نماز۔ روزہ اور جملہ عبادات کا مقصد ومنتہا نیک عملی کی زندگی بسر کرنا انصاف و دیانت رواداری اور اخوت سے مل جل کر رہنا اور فتنہ وفساد سے اپنے تئیں محفوظ رکھنا ہے۔ اور اگر تمام عبادات کے باوجود لوگ جھوٹے۔ مکار بدمعاملہ اور کینہ پرور رہیں۔ تو عبادات کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف۔ آپ انہیں اوراد و وظائف کی فضیلتوں پر فصیح و بلیغ تقریر کرتے سنیں گے اعمال کی اصلاح کا تذکرہ آپ ان کی زبان سے بہت کم سنیں گے۔ غرض یہ لوگ مذہب کا وہ تصور پھیلاتے ہیں۔ جس سے بدعملی اور جمود کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اسی کی وجہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ یہ ہے کہ عوام اور جہلاء کے نزدیک مذہب کا مفہوم گنڈے تعویذ اور نماز روزہ رسمی طور سے عمل کرنا ہے ان کے خیال میں نفس اعمال کی اصلاح سے مذہب کو کم واسطہ ہے۔ بلکہ وہ مراسم و عبادات اور وظائف کا ایک مجموعہ ہے۔ اس لئے واعظین کو مذہب کے اس تصور کی پاسداری کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر وہ مذہب کو اس کی حقیقی شکل میں پیش کریں۔ اور عوام میں عمل کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ تو شاید ایک مرتبہ کے بعد دوسری بار ان کو وعظ کرنے کے لئے مدعو نہ کیا جائے اس صورت میں انہیں اینٹر کلاس کا کرایہ کہاں سے ملیگا ہر قورمہ پلاؤ کون کھلائے گا۔ مذہب کو کمائی کا ذریعہ بنانے سے یہ تمام برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اس کے بعد مشائخ عظام اور پیروں کی کثیر التعداد جماعت سامنے آتی ہے۔ جس نے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت کو اپنے قبضہ اثر میں لے رکھا ہے۔ یہ ان صوفیائے کرام و بزرگوں کی اولاد یا جانشین ہیں جنہوں نے اپنے عمل کے زور سے اپنی مثال کے اثر سے اور اپنی قلب و نظر کی طہارت سے مسلمانوں میں ایمان و یقین کی روشنی پھیلائی۔ اور غیر مسلموں کو دولت اسلام سے مالا مال کیا۔ طریق بیعت و ارادت کا جو حقیقی مقصد ہے۔ اس سے کسی مسلمان کو اختلاف کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ہدایت فرمائی ہے۔ کہ نیک اور سچے لوگوں کی صحبت اختیار کرو (کونوا مع الصادقین) کسی جماعت میں مذہب کی حقیقی روح اس وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ جب اس میں ایسے افراد موجود ہوں۔ جو اس روح کو اپنے عمل میں مجسم کرتے ہوں۔ اور اپنی شخصیت کا اثر دوسروں پر ڈال کر انہیں اس روح کا عملی مظہر بنا سکتے ہوں۔ اور یہ اسی بات پر موقوف ہے۔ کہ لوگ ان اثر آفرین شخصیتوں سے اتصال پیدا کریں۔ ان کی قوت حاصل کریں۔ اور ان کی معیت اور رفاقت میں اپنا زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں۔ یہ ہے بیعت کا اصلی فلسفہ۔ لیکن جس طرح مذہب کے اور شعبوں میں اصل حقیقت مسخ ہو چکی ہے۔ اور صرف ظاہر کا نظر فریب پردہ اصلیت کے چہرہ کو چھپائے ہوئے ہے۔ اس طرح یہاں بھی حقیقت حال کچھ اور ہے۔

ارشاد و ہدایت کا یہ کام جو دلوں کو پاک اور سینوں کو منور کرتا تھا۔ اب معاش کا ایک اور وسیلہ اور آمدنی کا ایک ذریعہ ہو گیا ہے۔ اب پیروں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے عمل و کردار کی وجہ سے اس منصب کے اہل ہوں۔ بلکہ ان کا کسی ولی یا بزرگ کی اولاد ہونا یا کسی مشہور خاندان سے تعلق رکھنا ہی اس بات کی ضمانت ہوتا ہے۔ کہ وہ اس دشوار کام کو خاطر خواہ طریقہ سے انجام دیں۔ چنانچہ جب کوئی پیر وفات پا جاتا ہے۔ تو اس کے بعد اس کی اولاد خود بخود اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اور مریدوں کی ارادت و عقیدت کا رخ اپنے مرحوم پیر و مرشد کی اولاد کی طرف پھر جاتا ہے۔ گویا اس منصب کی اہمیت ذاتی انتساب اور جہد و عمل سے نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ وہ ایک طرح کی مقدس امانت۔ ہے۔ جو باپ کے بعد اس کے بیٹے کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ تزکیہ نفوس اور تصفیہ قلوب کی قوت کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو عمل صالح اور پابندی شریعت کے بغیر نسل در نسل باپ سے بیٹے کو وراثت میں ملتی ہے۔ اور یہ بات ممکن ہے۔ کہ ایک شخص نے عمل صالح اور مجاہدۂ نفس کے ذریعہ سے اس منصب کی اہلیت پیدا کی ہو۔ لیکن اس کا بیٹا ان صفات سے قطعاً عاری ہو۔ جنہوں نے باپ کو اس کا اہل بنایا تھا۔ لیکن اب یہی چیز وراثت کا ایک حق بن گئی ہے۔ اور مریدوں کو آنکھ بند کر کے اپنی عقیدت مندیوں کو مرشد کے بعد اس کے بیٹے یا پوتے کی طرف منتقل کر دینا ہے۔ اس پورے سلسلے میں کونوا مع الصادقین کی حقیقت کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ مریدوں کی جماعت پیر و مرشد کے فیض صحبت سے اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح کرتی۔ لیکن آج کل یہ کافی ہے۔ کہ کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے اس کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ نہ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کی زیادہ سے زیادہ چند وظائف اور دعائیں مرید کو سکھا دی جاتی ہیں۔ جن کے رٹتے رہنے سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ زندگی کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو جائیں گی۔ یہ وظائف اور دعائیں مرید کے لئے بے عملی کا پروانہ ہیں۔ کہ ان کو پڑھتے رہنے سے سعی و کوشش اور اصلاح اعمال بے ضرورت ہو جاتی ہے۔ مریدین کے اعمال پر مرشد کی کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ بیعت کے وقت مرید سے چند ایک رسمی وعدے لے لئے جاتے ہیں۔ کہ وہ شریعت کے احکام کی پابندی کرے گا اور مذہبی فرائض سے منہ نہ موڑے گا۔ لیکن اس کے بعد مرشد کو خبر تک نہیں ہوتی ہے۔ کہ مریدین اس عہد کو پورا بھی کر رہے ہیں یا نہیں۔

ان پیروں کی رعونت و نخوت۔ ان کی سب سے بڑی شناخت ہے۔ جب مریدوں کے جم غفیر میں کسی پیر صاحب کو دیکھئے۔ تو بس یہ معلوم ہوگا۔ کہ کوئی فرشتہ ابھی ابھی آسمان سے اترا ہے۔ جس کا مرتبہ عام انسانوں سے بمراتب بلند ہے۔ ان کا دربار کسی بادشاہ کا دربار معلوم ہوتا ہے۔ جہاں مریدین گردنیں جھکائے عقیدت کا سر خم کئے ہوئے پیر صاحب کے ارشاد کے منتظر ہوتے ہیں۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کوئی مرید جسے زیادہ تقرب حاصل ہوتا ہے۔ سلسلۂ گفتگو شروع کرتا ہے۔ اور پورا مجمع اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کا طرز عمل جو حضور رسالت مآب کی امت کی راہنمائی کرتے اٹھے ہیں۔ درآنحالیکہ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خیال سے کہ ان کے دربار میں کسی قسم کا فرق مراتب نہ ہو۔ شخصیت پرستی کا کوئی نشان باقی نہ رہے اپنے اصحاب کو منع فرما دیا تھا۔ کہ وہ حضور کے تشریف لاتے وقت کھڑے نہ ہوا کریں یہ تھی مساوات کی سپرٹ جس کی تعلیم امت کے پہلے ہادی نے دی تھی۔ شاید ہمارے مشائخ عظام اور مرشدان کرام اپنے تئیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزت وعظمت کا مستحق خیال کرتے ہیں۔ ایسے مرشدوں کی کثرت ہے۔ جن کا روحانی فیض صرف دولتمند مریدین کے حصہ میں آتا ہے۔ اور کسی غریب مرید کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی وہ عار خیال کرتے ہیں تعجب کی بات یہ نہیں ہے۔ کہ مرشدوں اور مشائخوں کے یہ اخلاق اور اعمال ہیں۔ تعجب اس بات پر ہے۔ کہ مسلمان سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی شخصیت پرستی کے دام میں اس بری طرح گرفتار ہیں۔ کہ اس سے نکلنا روز بروز ان کے لئے دشوار تر ہوتا جاتا ہے۔

ہمارے علماء کی ایک عجیب وغریب ذہنیت جس کی وجہ سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو ہمیشہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ یہ ہے کہ وہ خود مذہبی یا دنیوی اصلاح کا کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور نہ مسلمانوں کی معاشرتی تعلیمی اور معاشی خرابیوں کا علاج سوچتے ہیں۔ لیکن جب دوسرے لوگ اس قسم کا کوئی کام شروع کرتے ہیں۔ تو وہ فوراً ان کی راہ میں آ جاتے ہیں۔ اور مذہبی نقطہ نظر سے ان پر طرح طرح کے اعتراض وارد کرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ عوام ان لوگوں سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی شروع کی ہوئی تحریک پنپنے نہیں پاتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ علماء کرام جو اعتراضات ایسی تحریکوں پر وارد کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر مذہبی نقطۂ نظر سے صحت پر مبنی ہوتے ہیں۔ لیکن اور لادنیا کی کوئی تحریک ایسی نہیں ہوتی ہے۔ جس میں کمزوریوں اور نقائص کی نظر اندیشی نہ ہو۔ اور اگر اجتماعی مسائل میں اس نقطہ نظر کو پیش نظر رکھا جائے۔ کہ کوئی اصلاحی تحریک اس وقت تک سرسبز نہ ہونے دی جائے۔ جب تک اس میں نقص و فساد کا کوئی پہلو اور خطرہ کا کوئی امکان باقی ہے۔ تو پھر ہمیں قیامت تک اپنی عملی قوتوں کو معطل رکھنا پڑے گا۔ دوم جب کسی تحریک میں کوئی کمزوری یا نقص نظر آئے۔ یا اس کی وجہ سے اجتماعی زندگی کا کوئی پہلو خطرہ کی زد میں آ جاتا ہو۔ تو علماء کا فرض یہ نہیں ہے۔ کہ وہ اس کی مخالفت میں شور و غوغا بلند کریں۔ اور ایسے لب و لہجہ میں اس پر تنقید کریں۔ جس کی وجہ سے اس تحریک کی جانب سے بدظنی پھیل جائے۔ بلکہ صحیح طریقہ عمل یہ ہے۔ کہ دوستانہ مشورہ اور ہمدردانہ تنقید کے ذریعہ بانیان تحریک پر اس کی کمزوریاں نقائص اور خطرات کھول دیں۔ تاکہ اگر وہ مخلص ہوں۔ تو ان مفاسد کی اصلاح کر لیں۔ (باقی)

ولادت:- (۱) خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب آف کراچی کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔ اللّٰھم آمین

(۲) خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے پانچواں لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب کرام نیک اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار غلام محمد تالنشی)

کے نئے حرکت میں آ جائیں گے اور یا تو آپ کے نظریہ کی تصدیق و تردید کر دیں گے یا کوئی بہتر نظریہ دنیا کے سامنے پیش کر دیں گے۔ اس طرح اس نئے نظریہ کا ثواب اور اجر بھی آپ ہی کو پہنچ جائے گا کیونکہ اصل محرک آپ ہی کی ذات ہے۔

دنیا میں سینکڑوں ایسی مثالیں ہیں کہ وقت کے مدبروں نے ایک نظریہ پیش کیا۔ ایک مدت تک وہ درست سمجھا جاتا رہا۔ مگر آئندہ نسلوں نے اس سے بہتر نظریہ پیش کر کے پہلے نظریہ کو غلط قرار دے دیا۔ آخر پچھلے زمانہ میں لوگ زمین کو چکور سمجھتے تھے۔ حالانکہ آجکل کے جغرافیہ دانوں نے اسے گول ثابت کر دیا ہے۔ پہلے لوگ زمین کو ساکن اور آسمان کو متحرک سمجھتے تھے۔ مگر موجودہ ہیئت دانوں نے زمین کو متحرک ثابت کیا ہے۔ آخر پہلے لوگ بھی تو اپنے زمانہ کے بہترین دماغ تھے۔ مدبر تھے۔ بڑے آدمی تھے۔ مگر نئے دماغوں نے نئی باتیں معلوم کر کے ان کی باتوں کو غلط ثابت کر دیا۔

قرآن کی آیات اور سورتوں پر غور کیجئے ان میں آپ کو صحیفۂ قدرت کی تصاویر نظر آئیں گی۔ ان میں آپکو گائے۔ مکڑی۔ چیونٹی۔ چوپائے۔ شہد کی مکھی۔ لوہا کڑک۔ دھواں۔ پتھر۔ روشنی۔ چاند وغیرہ کے ذکر ملتے نظر آئیں گے۔ آخر یہ ایسا کیوں ہے۔ ہم نے اس کی حقیقت پر کبھی غور نہیں کیا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ ہمیں ان سے سبق دیتا ہے شہد کی مکھی پر غور کرنے کی ہمیں تلقین کی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم شہد کی مکھی کی فطرت اور زندگی پر غور نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم ایک ترقی یافتہ انسان ہیں اور وہ ایک معمولی مکھی۔ لیکن بزرگ و برتر ذات کہتی ہے غور کرو مکھی کی فطرت پر اور جب ہم اس کی طرف توجہ نہیں دیتے تو ادیب سوچتا ہے۔ غور کرتا ہے۔ فکر سے کام لیتا ہے اور کئی پردے اس کے ذہن میں سرک جاتے ہیں۔ کئی حقائق نظروں کے سامنے آ جاتے ہیں۔ ایک ننھی سی مکھی کو بسیط دریا اور بے پناہ عز الم سے شناسا ہو جاتے ہیں کہ وہ کسطرح ایک تنظیم کر دیتی ہے۔ اپنے قبیلہ سے الگ نہیں ہوتی۔ مل جل کر کماتی ہے۔ اپنے قبیلے کے محتاجوں کو اپنی کمائی سے کھلاتی ہے۔ ایک امیر کے تابع رہتی ہے۔ امیر کی خاطر جان کی بازی لگا دیتی ہے ایک تنظیم مگر مختلف شعبوں میں بٹ کر کام کرتی ہے جب انہیں انسان چھتہ چھوڑنے پر مجبور کرے تو خدا پر توکل رکھ کر اور پس پشت مال کو چھوڑ کر محفوظ مقام پر ہجرت کر جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر آجکل کے انسانوں کے لئے جو فطرتی سبق ہے وہ یہ کہ مکھی اپنی حفاظت کا سامان (ڈنک) ہر وقت ساتھ رکھتی ہے جس سے وہ دشمن پر حملہ کرتی ہے۔ لیکن ڈنک مارنے کے بعد اس کا ڈنک انسانی جسم ہی میں ٹوٹ جاتا ہے اور وہ آئندہ کیلئے اپنی حفاظت سے محروم ہو جاتی ہے اس لئے قدرت اسے مار دیتی ہے اور ڈنک گنوا کر مرجاتی ہے۔ یہ ایک سبق ہے کہ جب کوئی قوم حفاظت خود اختیاری کی اہل نہ رہے تو قدرت اسے زیادہ عرصہ زندہ نہیں رکھتی۔ مکھیوں کی اس چھوٹی سی دنیا میں ہمارے لئے کس قدر اسباق ہیں۔ مگر ہم خود ہی غور نہیں کرتے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ غور و فکر سنجیدگی پیدا کرتا۔ وقت۔ دولت اور اخلاق کو بچاتا۔ اور لوگوں کی نگاہوں میں معزز بناتا ہے۔ اگر ہم غور و فکر کو اختیار کر کے بھی کسی باعث کوئی ایجاد نہ کر سکیں تو کم از کم ان خوبیوں کو اپنا کر آنے والوں کے لئے نئی اور اچھی راہیں تو چھوڑ ہی جائیں گے ٭

اعلان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سندھ کیلئے نائبان کی منظوری دی ہے

کو اطلاع دی جاتی ہے

	نام سرکل
(۱) میر حمید اللہ صاحب ہیڈ انسپکٹر سکھر	ضلع سکھر۔ لاڑکانہ۔ دادو جیکب آباد و ٹھٹھہ
(۲) مولوی عبد السلام صاحب نور آباد براستہ لاکھا روڈ	نوابشاہ۔ خیرپور میرس حیدر آباد

ناظم دار القضاء

پبلک سروس کمیشن سندھ کے چودہ وظائف

پبلک سروس کمیشن سندھ نے یکم فروری ۱۹۵۳ء سے قبل پاکستانی امیدواران سے مندرجہ ذیل مضامین کے چودہ وظائف کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ ٹریننگ انگلستان میں ہو گی۔ عمر اکیس سے تیس سال تک یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو۔ مدت تین سال عرصہ ٹریننگ۔

۱۔ میکینیکل انجنیرنگ تین وظائف }
۲۔ سول پانچ " } فزکس اور ریاضی والا ایف۔ ایس۔ سی پاس
۳۔ الیکٹریکل انجنیرنگ چار " } بصورت ۱ تا ۳

۴۔ پوسٹ گریجویٹ تعلیم۔ ہائیڈرو الیکٹریکل انجنیرنگ دو وظائف۔ بی۔ ای (الیکٹریکل و میکینیکل) ۔ فارم درخواست اور تفصیلات کے لئے سیکرٹری صاحب سندھ پبلک سروس کمیشن کو ایک روپیہ ادا کر کے اور اپنا ایڈریس والا بڑا لفافہ جس پر ۷ ½ آنے کی ٹکٹیں ہوں بھیج کر طلب کریں۔ (بحوالہ پاکستان ٹائمز مورخہ ۱۱/۱/۵۳)

ناظر تعلیم و تربیت

اعلان دار القضاء

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب عدلیس ابابا نے ڈاکٹر رفیق احمد صاحب رحیمیہ ہسپتال بحرین خلیج فارس سے سات صد روپے قرض واپس دلائے جانے کی درخواست دے رکھی ہے۔ ڈاکٹر رفیق احمد صاحب کو بتاریخ ۳۰/۱۰/۵۲ نقل دعویٰ بھیج کر جواب کے لئے لکھا گیا۔ مگر اب تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ لہٰذا بذریعہ اخبار انہیں مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ دو ہفتہ کے اندر تحریری جواب بھیجیں۔ اور بتاریخ ۲۱/۲/۵۳ اصالتاً یا بذریعہ نمائندہ پیروی مقدمہ کے لئے دفتر قضا میں تشریف لائیں۔ (ناظم دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

قیمت الفضل

قیمت اخبار میعاد کے اندر نہ آئی تو اخبار مجبوراً روک لیا جائے گا قیمت اخبار میعاد کے اندر اندر بھجوا دیا کریں وی پی کی انتظار نہ فرمائیں۔

(مینیجر)

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام ہر مومن پر فرض ہے۔ اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلموں اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پتے روانہ فرمایئے دیتے خوشخط ہوں ہم انکو مناسب لٹریچر ارسال کرینگے

عبد اللہ الٰہ دین سکندر آباد۔ دکن

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھ دیا کریں! ورنہ تعمیل نہ ہونے کی شکایت دور نہ ہوسکیگی

سپین کی سرزمین میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذریعے سے آج پھر غلبہ اسلام کی بنیاد رکھدی ہے

امریکہ میں احمدی مبلغین کی مساعی سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور ہوتی جا رہی ہیں

انڈونیشین مسلمانوں کو عیسائیت کے حملہ سے محفوظ کرنے کیلئے ہمارے کامیاب مساعی

ایک دعوت عصرانہ میں احمدی مبلغین اور امریکن نومسلم کی تقاریر

لاہور ۱۱ جنوری۔ آج تیسرے پہر تعلیم الاسلام کالج ہال میں ایک دعوت عصرانہ کے موقع پر امریکن نومسلم مسٹر عبدالشکور رش نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ امریکہ میں اسلام کے متعلق جو شدید غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین کے ذریعے وہ دور ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اسلام بے انتہا خوبیوں کا حامل ہے۔ مگر افسوس کہ تمام عالم اسلام اسکی اشاعت کے فرض سے غافل ہے۔ اور صرف جماعت احمدیہ ہی دنیا بھر میں اس مقدس فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے۔

یہ دعوت عصرانہ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے اپنے امریکن نومسلم بھائی اور جماعت احمدیہ کے دو اور مبلغین یعنی چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین اور مولانا امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا کے اعزاز میں دی تھی۔ اس میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی معززین نے بھی کثرت سے شرکت کی۔

چائے نوشی کے بعد تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز کیا گیا۔ صدارت کے فرائض چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے محمد سعید صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے معزز مہمانوں کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ جس کے بعد چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین۔ مسٹر عبدالشکور رش امریکن نومسلم اور مولانا امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا نے تقاریر فرمائیں۔

سپین میں اسلام

چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسے ملک میں اسلام کی تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے جس کا نام سنکر آج بھی ہر مسلمان کا دل درد سے بھر جاتا ہے سپین کی سرزمین میں مسلمان صدیوں حکمران رہے۔ آج بھی وہاں کا چپہ چپہ عہد رفتہ کی اسلامی شان و شوکت کا گواہ ہے۔

گو عیسائیوں کے مظالم اور خود مسلمانوں کی شامت اعمال کی وجہ سے آج وہاں اسلام مغلوب ہو گیا ہے۔ مگر اسلام خدا تعالیٰ کا زندہ مذہب ہے وہ کبھی ہمیشہ کے لئے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سپین میں آج پھر جماعت احمدیہ کے ذریعے سے اشاعت اسلام کی بنیاد رکھدی گئی ہے۔ اور سعید روحیں اسلام میں داخل ہو رہی ہیں۔ چونکہ سپین کے لوگ یورپ کے دیگر ممالک کے برعکس آج بھی مذہب سے محبت رکھتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ذریعے جو دنیا میں اشاعت اسلام کے مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ پھر سپین میں اسلام کا جھنڈا بلند ہو گا۔

امریکن نومسلم کی تقریر

امریکن نومسلم بھائی عبدالشکور رش نے جو حال ہی میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ میں تشریف لائے ہیں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

امریکہ میں اسلام کے متعلق نہایت غلط نظریے پھیلے ہوئے تھے مثلاً یہ کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا وغیرہ۔ دراصل صلیبی جنگوں کا بھی ایسے غلط نظریوں کی اشاعت میں دخل تھا۔ مگر اب امریکی تاریخ دان اور محققین اس امر کو تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ اسلام کے متعلق یہ نظریے مبنی بر حقائق نہیں۔ اسلام کے متعلق یہ غلط فہمیاں بہت حد تک وہاں کے احمدی مبلغین نے دور کی ہیں۔ جنہوں نے صحیح اسلامی تعلیم عوام تک پہنچانے کی بے حد کوشش کی ہے اسلام اپنے اندر بے انتہا خوبیاں رکھتا ہے۔ اور اسی نے موجودہ زمانے کی مشکلات کا حل پیش کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عالم اسلام ان کی اشاعت کے فرض سے غافل ہے۔ یہ توفیق خدا تعالیٰ نے اس چھوٹی سی جماعت ہی کو دی ہے۔ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے اس کے مبلغین چاردانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آخر میں انہوں نے منتظمین جلسہ اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

انڈونیشیا میں عیسائیت کا کامیاب مقابلہ

مولانا امام الدین صاحب مبلغ انڈونیشیا نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ جب احمدی مبلغین انڈونیشیا کی سرزمین میں داخل ہوئے۔ اس وقت کیفیت یہ تھی۔ کہ وہاں کی اسلامی آبادی بڑی سرعت سے عیسائیت سے متاثر ہو رہی تھی۔ لیکن ہمارے وہاں جانے پر عیسائیت کی یہ بڑھتی ہوئی رو رک گئی۔ اور آج انڈونیشیا کے سیاسی لیڈر اور مذہبی راہنما سب اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ احمدی مبلغین کی مساعی سے ہی انڈونیشین مسلمان عیسائیت کے حملہ سے محفوظ ہوئے۔ اور انہیں عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی امتیازی خصوصیات کا علم ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ آج انڈونیشیا میں جب اسلامی اصولوں کو پیش کیا جاتا ہے تو احمدیت کے لٹریچر سے اخذ شدہ دلائل ہی کی روشنی میں پیش کیا جاتا ہے۔

آخر میں صاحب صدر نے مختصر تقریر کی اور دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی۔

لیبر پارٹی کی تطہیر

بعض ارکان کو نکال دیا جائیگا

لندن ۱۲ر جنوری۔ برطانیہ کی لیبر پارٹی کے جن ارکان نے وی آنا کی حالیہ "امن کانفرنس" میں شرکت کی تھی۔ ان کا آئندہ چند ہفتوں کے اندر اندر پارٹی سے نکالا جانا تقریباً یقینی ہو چکا ہے۔ اب تک پارک شائر میں پارٹی کے ۱۷ ارکان کو اس لئے رکنیت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ مقامی "امن گروپ" کے ارکان ہیں۔ جن ارکان نے اگزیکٹو کے اس حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ جس میں وی آنا کانگرس میں نمائندے بھیجنے یا "امن گروپوں" کی رکنیت کی ممانعت کی گئی تھی۔ ان کے خلاف زبردست کارروائی کی جانے والی ہے۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام ارکان کو خبردار کر دیا گیا تھا۔ کہ انہیں پارٹی سے نکال دیئے جانے کا امکان ہے۔

عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کا

ہنگامی اجلاس طلب کیا جائیگا۔

بیروت ۱۲ر جنوری۔ حکومت لبنان اور شام نے حکومت مصر کی اس تجویز کی حمایت کی ہے۔ کہ ۱۴ر جنوری کو قاہرہ میں عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کا ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا جائے۔ اس اجلاس میں جرمنوں اور اسرائیلیوں کے درمیان معاوضے کے معاہدے کے متعلق پھر گفت و شنید کی جائے گی۔ ایک باوثوق ذریعے کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ مغربی جرمنی کی حکومت اسرائیل کو مختلف قسم کے سامان کی صورت میں ۰۰۰،۰۰۰،۸۲ ڈالر بطور تاوان ادا کرنے پر مصر ہے۔ حکومت مصر نے عرب لیگ کے رکن ممالک کو جو دعوت نامے ارسال کئے ہیں۔ ان میں اس بات پر زور دیا ہے۔ کہ آئندہ اجلاس میں عرب ملکوں کے وزراء خارجہ خود شرکت کریں۔ کیونکہ ایجنڈے میں نہایت اہم مسائل رکھے جائیں گے۔ (اسٹار)

عرب ایشیائی اقتصادی کانفرنس قاہرہ میں ہوگی؟

قاہرہ ۱۲ر جنوری۔ آئندہ مارچ میں قاہرہ کے مقام پر جو عرب ایشیائی کانفرنس منعقد ہونے کی توقع ہے اس کے متعلق غور کرنے کے لئے مصری وزارت خارجہ کے دفتر میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں امور خارجہ کے انڈر سیکرٹری مسٹر عبدالرحمٰن حقی مصر میں شام کے سفیر امیر مصطفیٰ الشہابی۔ انڈونیشیا کے ناظم الامور سید محمد زین حسن اور پاکستان کے ناظم الامور مسٹر ثاقب حسین نے بھی شرکت کی۔ (اسٹار)

فرانسیسی پالیسی میں کسی تبدیلی کی توقع نہیں

پیرس ۱۲ر جنوری۔ سرکاری حلقوں نے باوثوق طور پر کہا ہے۔ کہ فرانس کی نئی کابینہ اپنی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گی۔ اور شمالی افریقہ کے معاملات کی بابت کوئی نرم رویہ اختیار کئے جانے کا امکان نہیں۔ سرکاری حلقوں کو توقع تھی۔ کہ عربوں اور فرانسیسیوں کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے۔ مگر حکومت مصر نے فرانسیسی ٹیلیفون کمپنی کو قاہرہ میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ پیرس میں مصری سفارت خانے کی طرف سے یہ عندیہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ اقدام شمالی افریقہ میں فرانسیسی رویے ۳

۴ کی مخالفت کے باعث کیا گیا ہے۔ (اسٹار)